

۱۔ شرح : اے

محبوب ! اگر میرے مرنے سے

تیری تسلی نہیں ہوئی، اس

امتحان میں سے سرخرو نہ لکنا

تیرے لیے تسکین کا سامان

نہیں بن سکا اور مزید کوئی

امتحان باقی رہ گیا ہے تو اس

کا انتظام بھی کر لے تاکہ تیرے

اطمینان میں کوئی کمی نہ رہ جائے۔

جان دے دینے کے

بعد مزید امتحان کیا ہو سکتا

تھا ؟ زیادہ سے زیادہ یہ کہ

لاش کو بازاروں میں گھیٹا

جاتا یا جلا کر خاکسراڑ ادا

جاتی۔ شاعر کا مقصود یہ ہے

کہ موت اس دنیا میں سب

سے بڑا امتحان ہے جو کسی

فرد کو پیش آ سکتا ہے، لیکن

نہ ہوئی گر مرے مرنے سے تسلی نہ سہی

امتحان اور بھی باقی ہو تو یہ بھی نہ سہی

خارِ خارِ المِ حسرتِ دیدار تو ہے

شوقِ گلچینِ گلستانِ تسلی نہ سہی

مے پرستاںِ خُمِ مے منہ سے لگانے ہی بنے

ایک دن گر نہ ہوا ہزم میں ساقی نہ سہی

نفسِ قیس کہ ہے چشم و چراغِ صحرا

گر نہیں شمعِ سیہ خانہِ یلی نہ سہی

ایک ہنگامے پر موقوف ہے گھر کی رونق

نوحہ غم ہی سہی نغمہ شادی نہ سہی

نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پروا

گر نہیں ہیں مرے اشعار میں معنی نہ سہی

عشرتِ صحبتِ خواباں ہی قیمتِ سمجھو

نہ ہوئی غالب ! اگر عمرِ طبعی ، نہ سہی